Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
July 15, 2025

The Role of Forgiveness, Tolerance, and Patience in the Personality and Character Development:

In the Light of the Prophetic Model (Seerah of the Prophet Muhammadﷺ)

انسانی شخصیت، کردار سازی میں عفو ودر گزر اور صبر و برداشت کا کردار

(اسوۂ نبوی ﷺ کی روشنی میں)

Dr Abdul Jabbar Qamar
Assistant Professor
The Minhaj University Lahore
Email: abduljabbar.siss@mul.edu.pk

Abstract:

This research article explores the foundational role of forgiveness (ʿafw) and patience (ṣabr) in shaping human character, as exemplified by the life and teachings of the Prophet Muhammad ﷺ. It argues that moral excellence is central to Islamic teachings and that the Prophet's mission was primarily to perfect good character. Through an analytical study of the Qur'anic verses, Hadiths, and historical incidents from the Prophet's life, the paper highlights how the Prophet ﷺ demonstrated unmatched levels of tolerance, restraint, and mercy even toward his fiercest enemies. The article examines key examples including the forgiveness shown at the conquest of Makkah, the Prophet’s reaction to personal harm, and his treatment of those who wronged him. It further explains the Islamic concept of patience — its forms, significance, and status as half of faith — and how it leads to steadfastness (istiqāmah). The study concludes that the Prophet’s ﷺ embodiment of patience and forgiveness not only reformed individuals but also transformed entire societies. These values are essential for moral education and societal harmony in all eras.

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

Keywords: Forgiveness, Patience, Islamic Ethics, Uswa-e-Nabawi, Character Building, Prophet Muhammad ﷺ, Tolerance, Moral Education, Qur'an and Sunnah, Islamic Society.

دنیا کے سارے مذاہب کی بنیاد اخلاق پر ہے مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تکمیلی حیثیت رکھتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما بعثت لاتمم حسن الاخلاق. (1)

"میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھجا گیا ہوں۔"

اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا:

انما بعثت لاتمم مکارمَ الاخلاق. (2)

"میں تو اس لیے بھجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کر دیا ابھی آپ مکہ ہی میں تھے کہ حضرت ابوزر غفاری نے اپنے بھائی کو حضور نبی کریم کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لیے مکہ بھجا انھوں نے واپس آکر حضور نبی کریم کی نسبت اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی وہ یہ الفاظ تھے رایتہ یامر بمکارم الاخلاق میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ (3)

اگر عبادات سے روحانی اور اخلاقی حالات وکیفیات نہ بدلیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ احکام الہی کی محض رسمی اور روائتی تعمیل ہے جو عبادت کے جوہر اور روح سے یکسر خالی اور مبرا ہے۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"یہ وہ درخت ہیں جن میں پھل نہیں، وہ پھول ہیں جن میں خوشبو نہیں اور وہ قالب ہیں جن میں روح نہیں۔"(4)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

قرآن مجید میں ایمان کی پہچان اور اس کے نتائج وآثار کو اخلاق حسنہ قرار دیا گیا ہے قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر اخلاق حسنہ کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ مومنون میں عبادات کے ساتھ اخلاق کو بھی اہل ایمان کی ان ضروری صفات میں شمار کیا گیا ہے جن پر انسان کی کامیابی کا مدار ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَۙ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَۙ﴿۴﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَۚ﴿۷﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَۙ﴿۸﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَۘ﴿۹﴾ (5)

’’بے شک ایمان والے مراد پا گئے۔جو لوگ اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔اور جو بیہودہ باتوں سے (ہر وقت) کنارہ کش رہتے ہیں۔اور جو (ہمیشہ) زکوٰۃ ادا (کرکے اپنی جان ومال کو پاک) کرتے رہتے ہیں۔اور جو (دائمًا) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جو ان کے ہاتھوں کی مملوک ہیں، بے شک (احکامِ شریعت کے مطابق ان کے پاس جانے سے) ان پر کوئی ملامت نہیں۔پھر جو شخص ان (حلال عورتوں) کے سوا کسی اور کا خواہش مند ہوا تو ایسے لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے (سرکش) ہیں۔اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔اور جو اپنی نمازوں کی (مداومت کے ساتھ) حفاظت کرنے والے ہیں۔‘‘

اسی طرح دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ نے ارشاد فرمایا: **لیس البر ان تولوا وجوھکم**۔۔۔۔۔اس سے ظاہر ہوا کہ راستبازی اور تقوی کا پہلا نتیجہ جس طرح ایمان ہے اسی طرح اس کا دوسرا لازمی نتیجہ اخلاق کے بہترین اوصاف ہیں جن میں فیاضی، رحم و کرم تحمل، برداشت ایفائے عھد اور صبر و استقامت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔اسلام میں اخلاق حسنہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز میں اکثر جو دعا مانگا کرتے تھے اس کے یہ الفاظ تھے:

اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. (6)

’’اے میرے اللہ تو مجھے بہتر سے بہتر اخلاق عطا کر تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے دور کر دے اور ان کو تیرے سوا کوئی نہیں ہٹا سکتا۔‘‘

OPEN ACCESS

ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو جاتا ہے کہ خدا کا محبوب نبی اپنے تقرب اور استجابت کے بہترین موقع پر بارگاہ الٰہی سے جو چیز مانگتے ہیں، وہ حسن اخلاق ہے۔ایمان سے بڑھ کر اسلام میں کوئی چیز نہیں لیکن اس کی تکمیل بھی اخلاق ھی سے ممکن ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اکمل المومنین ایماناً احسنهم خلقا.(7)

مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ایمان کے معیار کا کمال جس چیز کو جو ٹھرایا گیا ہے وہ حسن اخلاق ہے اور یہی وہ پھل ہے جس سے ایمان کے درخت کی پہچان ہوتی ہے۔اسلام میں نماز اور روزہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن کبھی کبھار اخلاق حسنہ کو بھی ان کے قائم مقام کا شرف حاصل ہو جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الرجل ليدرك بحسن الخلق درجتهم قائم الليل و صائم النهار.(8)

انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پاسکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اسلام میں اخلاق ہی وہ معیار ہے جس سے باہم انسانوں میں درجہ اور رتبہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔حضور نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

ان خياركم احسنكم اخلاقا.(9)

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

شریف جرجانی نے خلق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهولة ويسر من غير حاجة الى فكر ورؤية.(10)

خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس کے سبب سے افعال واعمال سہولت اور آسانی کے ساتھ صادر ہوتے ہیں اور اس کے لیے انسان کو کسی سوش بچار اور تردد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

خلق انسان کی اس عادت کا نام ہے جس کا اظہار بلا تکلف ہوتا ہے امام غزالی نے اخلاق کے بارے میں اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے:

فالخلق عبارة عن هيئة في نفس راسخة عنها تصدر الاعمال بسهولة و يسرمن غير حاجة الى فكرو روية. (11)

خلق وہ عادت ہے جو نفس میں راسخ ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اعمال کا وجوب بغیر کسی غور و فکر سے ہوتا ہے۔ خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس کے باعث اعمال بڑی سہولت اور آسانی سے صادر ہوتے ہیں ان کے ظاہر کرنے کے لئے سوچ و بچار کے تکلف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

اخلاق انسان کی وہ صلاحیت ہے جس میں انسان کی تکمیل ہوتی ہے اور اگر انسان میں اخلاق کی صفت نکال لی جائے تو باقی صرف حیوانیت رہ جاتی ہے۔ حسن خلق اس انسانی کیفیت کو کہتے ہیں جو امور باطنیہ سے تعلق رکھتی ہے اس فضیلت کا وجود کسی انسان میں اس کے آثار و ثمرات ہی سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ مخلوق خدا کو مصیبت اور خوشی دونوں حالتوں میں راضی اور پسندیدہ خاطر رکھنا حسن خلق ہے۔ حسن خلق کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان میں قوت برداشت ہو اور وہ انتقام کے کبھی درپے نہ ہو دشمن پر بھی رحمت و شفقت کی نظر ہو اور اس کے ظلم پر اللہ سے اس کی مغفرت کا طالب ہو خلق عظیم جود و کرم، درگزر، عفو اور احسان کے مجموعے کا نام ہے۔ برتر اخلاق یہ ہے کہ آدمی دوسروں کے رویے کی پرواہ کیے بغیر اپنا رویہ متعین کرے اس کا اخلاق اصولی ہو نہ کہ جوابی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ میں سے جن دو اہم صفات کریمانہ کو میں نے منتخب کیا ہے وہ عفو و درگزر اور صبر و برداشت ہیں۔

عفو و درگزر

عفو و درگزر انسانی زندگی کا ایک ایسا پہلو ہے جس کے بغیر بقاء حیات اور استحکام اجتماع ممکن ہی نہیں ہے۔ عفو و درگزر دراصل انسانی شخصیت کی وسعت اور انسانیت کی توسیع ہے۔ عفو و درگزر لطافت و رحمت کا اظہار ہے جس سے انسانیت پہچانی جاتی ہے۔

انسان کی اس اخلاقی قدر کا منبع و مصدر صفت الٰہی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کا ذکر بے شمار مقامات پر آیا ہے۔ اسلامی معاشرے کی مجموعی فضا عفو و درگزر اور بخشش و رحمت کی ہے۔ اس اخلاقی فضا کی تشکیل و استحکام میں بنیادی کردار حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات، اسوہ اور ارشادات کے ذریعے عفو و درگزر کی تلقین کی اور اپنے عمل کے ذریعے بھی ایک معیار قائم کیا۔ ایسا معیار جو آنے والی نسلوں کے لیے روشنی مہیا کرتا رہے گا۔ اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں اپنے پرائے، دوست دشمن سبھی آجاتے ہیں۔

حاطب بن ابی بلتعہ کے جرم کو معاف کرنا

حضور نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کی کوتاہیوں کو نظر انداز فرماتے بعض اوقات تو شدید کوتاہیوں کو بھی نظر انداز فرماتے اس کی مثال حاطب بن ابی بلتعہ کی ہے حاطب بدری صحابی تھے اور اسلام کے ساتھ ان کے اخلاص میں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہ تھی لیکن انہوں نے ایسا کام کیا جو پورے مسلم معاشرے کو نقصان پہنچانے والا تھا حضور نبی کریم ﷺ جس زمانے میں فتح مکہ کی تیاریاں کر رہے تھے اور حسب معمول حربی حکمت عملی کے تحت ہر بات کو مخفی رکھ رہے تھے تاکہ کفار کو پتا نہ چلے حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ان تیاریوں کی اطلاع دینا چاہی انھوں نے ایک خط لکھ کر اپنی بیوی کے ذریعہ مکہ روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ کو پیچھے بھیجا آپ خط سمیت عورت کو گرفتار کر لائے۔ جب حاطب سے پوچھا گیا تو انھوں نے اپنے قصور کا برملا اعتراف کیا۔ آپ نے وجوہ بتائیں اور غلطی کی معافی چاہی۔ آپ نے اپنے ساتھی کو معاف کر دیا اور اس عورت سے بھی کوئی تعرّض نہ کیا۔(12)

یہ کوئی معمولی خطا نہ تھی اپنی قوم کے خلاف ایک طرح کی مخبری تھی اور مسلمانوں کو اس سے شدید نقصان پہنچ سکتا تھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا اور دونوں کو معاف کر دیا۔

دشمنوں سے حسن سلوک

انسان کے عفو و درگزر کا صحیح پتا اس وقت چلتا ہے جب اسے دشمنوں اور ایذا دینے والوں پر قدرت حاصل ہو۔ دشمن پر جب غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر اسے معاف کرنا اخلاق کی معراج ہے۔

وما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه في شئی قط.(13)

حضور نبی اکرم نے اپنی ذات کے سلسلہ میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

ہجرت کے موقع پر قتل کرنے کا منصوبہ

قریش نے طے کر لیا تھا کہ (معاذ اللہ!) محمد کو قتل کر دیا جائے اور قتل کا یہ منصوبہ اسی شب تکمیل پذیر ہوا جس رات آپ نے ہجرت فرمائی اللہ تعالی نے آپ کو بحفاظت وہاں سے نکالا پھر ایک وقت آیا جب آپ ان سے انتقام لینے پر قادر تھے لیکن کسی شخص کو عملی طور پر شریک ہونے کے باوجود سزا نہ ملی۔(14)

سراقہ بن مالک کو نہ صرف معاف کیا بلکہ سند امان بھی عطا کی

ہجرت ہی کے موقع پر قریش مکہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے سر کی قیمت لگائی تھی اور اس شخص کو سو اونٹ دینے کا اعلان کیا جو حضور نبی اکرم کو زندہ پکڑ لائے گا اس کو سو اونٹ دیے جائیں گے سراقہ بن مالک نے اپنے تیز رفتار گھوڑے کی مدد سے یہ کام انجام دینے کی ٹھانی۔ اس نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھ لیا قریب پہنچنے کی کوشش کرتا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا دو تین مرتبہ کی کوشش کے بعد اس نے ارادہ ترک کر دیا اور آپ سے سند امان حاصل کرنے کی درخواست کی آپ نے اس کو سند امان لکھ دی آٹھ سال بعد جب سراقہ حلقہ بگوش اسلام ہوا آپ نے اس کے سابقہ جرم تک کا ذکر نہ کیا۔(15)

صلح حدیبیہ پر قتل کرنے کا منصوبہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر اسی آدمیوں کا قافلہ تاریکی میں جبل تنعیم سے اتر کر آیا تاکہ چھپ کر حضور نبی اکرم ﷺ کو قتل کر دیں مسلمانوں نے انھیں گرفتار کر لیا لیکن حضور نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا اور انہیں چھوڑ دیا۔(16)

کھانے میں زہر دینے والی یہودیہ کو معاف کرنا

خیبر کی جس یہودیہ نے آپ کو کھانے میں زہر دیا تھا یہودیوں کے اقرار کے باوجود آپ نے کوئی تعرض نہ کیا حالانکہ اس زہر کا اثر آپ کو آخری دم تک رہا جبکہ اسی زہر کے اثر سے ایک صحابی کا انتقال ھوا تو آپ نے اسے قصاص کی سزا دی۔(17)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

فتح مکہ پر عام معافی کا اعلان

حضور نبی اکرم ﷺ جب فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو قریش اپنے جرائم اور معاندانہ کاروائیوں کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے انھیں ہر دم یہ خیال تھا کہ نجانے اب ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو لیکن سراپا رحمت وعفو نے ایک ہی اعلان سے سب اندیشوں کو ختم کر دیا اور آپ نے اعلان فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء۔(18)

تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

عکرمہ کی واپس تشریف لانے پر خوشی کا اظہار

مکہ میں آپ کی مخالفت وعناد میں سر فہرست ابو جہل اور ابو سفیان کا گھرانہ تھا ابو جہل تو جنگ بدر میں مارا گیا لیکن اس کا بیٹا عکرمہ جو بعد میں جنگوں میں حصہ لے چکا تھا اسی خوف سے بھاگ گیا کہ فتح مکہ کے بعد اس کے لیے موت کے سوا کچھ نہیں عجیب اتفاق ہے کہ اس کی زوجہ مسلمان ہو چکی تھی وہ یمن گئیں اور عکرمہ کو حضور نبی اکرم ﷺ کے عفو و در گزر اور اسلام کی عظمت کا احساس دلایا اور خاوند کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لے آئیں۔(19)

حدیث میں الفاظ ہیں کہ آپ نے دونوں کو آتے جب دیکھا تو خوشی سے اٹھے اور اتنی تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسد اطہر پر چادر کا خیال بھی نہ کیا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ تھے مرحبا بالراکب المھاجر اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو۔(20)

ہندہ کی معافی

ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے محبوب چچا سید الشہداء سیدنا حمزہؓ کا سینہ مبارک چاک کیا تھا اور جگر کے ٹکڑے کیے تھے فتح مکہ کے موقع پر اطاعت کے سوا چارہ نہ پا کر بارگاہ رسالت میں نقاب پہن کر بیعت کے لیے حاضر ہوئی تا کہ پہچانی نہ جا سکے جبکہ آپ نے اسے

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

پہچان لیا لیکن آپ نے اپنی صفت عفو و کرم کے باعث اسے محسوس نہ ہونے دیا اور اس کو معاف بھی کر دیا۔ ہندہ نے آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر کہا:

يا رسول الله، والله ما كان على ظهر الأرض أهل خباء أحب إلي أن يذلوا من أهل خبائك، وما أصبح اليوم على ظهر الأرض أهل خباء أحب إلي أن يعزوا من أهل خبائك۔(21)

یا رسول اللہ! میری نگاہ میں آپ کے خیمے سے زیادہ مبغوض کوئی خیمہ نہ تھا لیکن آج آپ کے خیمے سے زیادہ محبوب تر کوئی خیمہ نظر نہیں آتا۔

وحشی کو معاف کرنا

حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کا معاملہ بھی اسی طرح کا ہے فتح مکہ کے موقع پر وہ طائف چلا گیا جب طائف بھی آپ کے زیر نگیں ہو گیا تو حضور کے دامن رحمت میں پناہ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور امن پایا آپ نے صرف اتنا فرمایا:

هل تستطيع ان تغيب وجهك منى.(22)

ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو۔

ابو سفیان کے گھر کو دار امان قرار دینا

ابو سفیان ہی کو لیجیے حضور نبی کریم ﷺ اور اسلام کا بد ترین دشمن تھا بدر سے فتح مکہ تک تمام جنگوں اور تصادم کی سرگرمیوں میں کسی نہ کسی طور پر شریک رہا لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب حضرت عباس ان کو لیکر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت عمرؓ کے مشورہ قتل کے برعکس نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کے گھر کو امان کی جگہ قرار دیا اور فرمایا:

من دخل دارابو سفيان فهو امن. (23)

جو شخص ابو سفیان کے گھر داخل ہو جائے گا اس کو امن حاصل ہو گا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

اس کے علاوہ بھی حضور ﷺ رنبی اکرم ﷺ کے عفو و درگزر کی بے شمار مثالیں ہیں۔تاریخ وسیرت کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

آپ ﷺ کے عفو ودرگزر کے طفیل پورا عرب اسلام کا خطہ بن گیا۔لوگ جو کل تک آپ ﷺ کی جان کے دشمن تھے آج وہ آپ ﷺ کے جوار رحمت میں آگئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

صبر کا لغوی معنی ومفہوم

کسی کو تنگی کی حالت میں روکے رکھنا

کسی نے اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے:

حبس النفس عن الجزع والتسخط، و حبس اللسان عن الشكوى، و حبس الجوارح عن التشويش.(24)

اپنے آپ کو گھبراہٹ اور ناگواری سے روکنا، زبان پر حرف شکایت نہ لانا اور باقی اعضاٗ جسم کو الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچانا صبر کہلاتا ہے۔

صبر کی اصطلاحی تعریف

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

حبس النفس ما يقتضيه العقل والشرع او عما يقتضيان حبسهما عنه.(25)

عقل اور شریعت جن امور کا حکم دیتی ہے ان پر نفس کو جمائے رکھنا اور جن سے منع کرتی ہے ان سے نفس کو باز رکھنا صبر کہلاتا ہے۔

صلہ رحمی

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو تم سے کٹے تم اس سے جڑو اور جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کرو اور جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

ایمان کی حقیقت: صبر اور سماح

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

الصبروالسماحة.

سماح اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی چیزوں پر عمل کرنا ہے اور صبر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے رکنا ہے۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں:

ثلاث من کن فیه اصاب البر: سخاوة النفس، والصبرعلی الاذی و طیب الکلام. (26)

صبر اور ایمان

حضرت علیؓ نے فرمایا:

إلا ان الصبرمن الایمان بمنزلة الراس من الجسد فاذا قطع الراس الجسد.(27)

سن لو صبر ایمان میں وہ درجہ رکھتا ہے جو سر جسم میں رکھتا ہے جب سر کاٹ دیا جائے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے پھر بلند آواز سے فرمایا سن لو جس کا صبر نہیں اس کا ایمان نہیں۔

اور حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الصبرثلاث: فصبرعلی المصیبة، و صبرعلی الطاعة، و صبرعن المعصیة. (28)

صبر تین قسم پر ہے یا تو مصیبت پر صبر ہوتا ہے یا اطاعت کرنے میں ہوتا ہے یا گناہ سے رکنے میں ہوتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

صبر کو نصف ایمان کہنے کی وجہ

ایمان کی تین جنسیں:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں ایمان کے اصول تین جنسوں سے زیادہ نہیں اوران تین جنسوں میں سے ایک کو معارف

دوسری کواحوال اور

تیسری کو اعمال کہا جاتا ہے

ایمان کے متعدد مقامات میں سے کوئی مقام ایسا نہیں جو ان تینوں میں سے باہر ہو یعنی ان تین میں سے کسی ایک کے ساتھ اس کا تعلق لازمی طور پر ہوتا ہے ان تینوں کے مجموعے کا نام ایمان ہے۔ کوئی بھی فرض صحیح طریقے سے اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ صبر اختیار نہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ ایمان کسے کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا صبر کو ایک اور حدیث کی رو سے صبر کو نصف ایمان کہا گیا ہے صبر کی عظمت وفضیلت کا اندازہ تو اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ستر سے زائد مقام پر صبر کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور ہر درجہ وفضیلت کی بلندی و برتری کو صبر پر منحصر قرار دیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک گروہ کو دیکھا اور پوچھا: کیا تم مومن ہو وہ بولے ہاں ہم مومن ہیں فرمایا اس کی نشانی کیا ہے ان لوگوں نے عرض کیا ہم نعمت پر صابر اور شاکر رہتے ہیں اور اللہ کی قضاو قدر پر خوش رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم تم واقعی مومن ہو۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

صبر کے نصف ایمان ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سب کی سب نظرا گر کردار پر ہی رہے اور ایمان کو اس سے عبارت قرار دیا جائے تو رنج ومحنت کے اعتبار سے رہائی کی صورت میں ناز ونعمت کا موقع میسر ہو تو صبر کی جگہ شکر لے لیتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ صبر نصف ایمان ہے بلکہ ایک دوسری حدیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے مشکل تر اور دشوار تر چیز اگر ہے تو وہ صبر ہے لہذا اصل ایمان اگر کسی چیز کو ٹھہرا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

سکتے ہیں تو وہ صبر ہے کیونکہ اس سے زیادہ دشوار اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی تو اس طرح صبر نصف ایمان ہی نہیں ایمان نام ہی صبر کا ہے دوسرے لفظوں میں گویا صبر ہی ایمان ہے۔

سہل بن عبداللہ تستریؒ کے نزدیک صبر

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ سے پوچھا گیا صبر کیا ہے تو آپ نے فرمایا صبر سے افضل کوئی عمل نہیں ہے صبر کے ثواب سے بڑھ کر کوئی ثواب نہیں اور تقوی کے علاوہ کوئی توشہ نہیں یعنی توشہ آخرت تقویٰ کے بغیر نہیں اور صبر کے بغیر کوئی تقوی نہیں آپ سے پوچھا گیا کہ اعمال کا صبر کیا ہے تو آپ نے جواب دیا عمل کے صبر کا مرتبہ وہی ہے جو بدن میں سر کا مرتبہ ہے ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔

خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کے نزدیک صبر

خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے فرمایا:

صبر سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی مشکل وناگوار صورحال پیش آئے توانسان جزع (بے صبری اور اضطراب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے صبر دل کو مضطرب ہونے سے، زبان کو شکایت سے اور دوسرے اعضا کو مناسب حرکات سے منع کرتا ہے۔(29)

حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہے آپ نے فرمایا:

بندگی کی راہ میں آدمی کڑواہٹ کا گھونٹ یوں بھر جائے کہ ماتھے پر بل نہ آئے یعنی آدمی اپنی بندگی کا بھرم نہ جانے دے۔(30)

عمرو بن عثمان مکیؒ نے فرمایا:

صبر یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کھڑا رہے اور برے سے برے وقت میں بھی آدمی کا قدم نہ ڈگمگائے۔ اور مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرے اور دل میں کوئی تنگی نہ محسوس کرے اور زبان پر شکوہ بھی نہ لائے۔(31)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

صبر واستقامت

صبر کا حتمی نتیجہ استقامت ہوتا ہے کیوں کہ صبر سے ہی انسان کے اندر استقامت کا جوہر پیدا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ صبر و استقامت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ جب قریشی سردار ابو طالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اپنے بھتیجے کو روک لیں ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤاجداد کو گالیاں دی جائیں اور ہمیں احمق قرار دیا جائے اور ہمارے معبودوں کی عیب جوئی کی جائے اور اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو ہم ایسی جنگ چھیڑیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو جائے گا۔ یہ دھمکیاں دے کر وہ لوگ غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے گے ابو طالب اس دھمکی سے سخت پریشان ہوئے اور رسول اللہ کو بلا کر کہا کہ آج یہ ماجرا پیش آیا ہے اب تم مجھ پر اور خود اپنے آپ پر رحم کرو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو آپ سمجھ گئے کہ اب چچا بھی مدد میں کمزور پڑ گئے ہیں آپ نے فرمایا چچا جان خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ کر کہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا یا تو اللہ مجھے غالب کر دے گا یا میں اس کام میں ہلاک ہو جاوں گا لیکن یہ کام نہیں چھوڑ سکتا یہ کہتے کہتے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں وہاں سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو ابو طالب نے واپس بلا لیا اور کہا بھتیجے جاؤ جو چاہو کرو خدا کی قسم میں ہر قیمت پر تمہارا ساتھ دوں گا۔(32)

حلم وبرداشت کا مظاہرہ اور سفر طائف

طائف کی وہ شام بھی کس قدر بھیانک تھی جب شہر کے لڑکے پیغمبر اسلام کو پتھر مار مار کر شہر سے باہر لے جا رہے تھے آپ مکہ سے پچاس میل پیدل سفر کر کے حجاز کے رئیسوں کے صدر مقام پہنچے تھے تاکہ انھیں دین اسلام کی دعوت دیں مگر طائف کے رئیسوں نے آپ کے خیر خواہانہ پیغام کو سننے کی بجائے شہر کے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا یہ شریر لڑکے اس وقت تک آپ کا پیچھا کرتے رہے جب تک سورج نے غروب ہو کر آپ کے اور ان لڑکوں کے درمیان تاریکی کا پردہ نہ ڈال دیا۔ آپ کا جسم زخموں سے چور تھا سر سے پاوں تک آپ خون میں نہائے ہوئے تھے اس وقت آپ نے تھک کر انگور کے ایک باغ میں پناہ لی غور کیجیے یہ کسی آدمی کے لیے کتنا نازک وقت ہوتا ہے آپ نے خود ایک بار اپنی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ طائف کی یہ شام میری زندگی کی سخت ترین شام تھی مگر آپ کی زبان پر اس سنگین موقع پر اپنے دشمنوں کے خلاف کوئی برا کلمہ نہیں نکلا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

بلکہ آپ نے فرمایا خدایاان کو صحیح رستہ دکھا کیوں کہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اللہ کے رسول کا یہی اخلاق تھا جس نے آپ کے دشمنوں کو اسطرح زیر کیا کہ سارے عرب نے آپ کے پیغام کو قبول کر لیا۔

ایک مرتبہ اسلام کے کچھ دشمنوں نے آپ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگادی یہ تہمت سراسر جھوٹی تھی اس فرضی داستان کو گھڑنے اوراس کو پھیلانے میں مسطح نامی ایک صحابی شریک تھا یہ شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار بھی تھا اس کو ضرورت مند سمجھ کر حضرت ابو بکر اس کو ماہانہ مدد بھی کیا کرتے تھے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کی معصوم صاحبزادی کو جھوٹی تہمت لگانے میں مسطح بھی شریک ہے تو انھوں نے مطح کی امدادی رقم بند کر دی اس پر اللہ کے رسول کے پاس وحی آئی کہ اگر کوئی شخص معاشی اعتبار سے ضرورت مند ہے تو اس کے اخلاقی جرم کی وجہ سے اس کی مالی امداد بند نہ کرو بلکہ اس کے جرم سے در گزر کرتے ہوئے اس کی معاشی امداد کو جاری رکھیں۔ (33)

قرآن میں کہا گیا ہے:

وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﳚ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۲) (34)

”تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور کشایش والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، محتاجوں اور اللہ کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کی مدد نہ کریں گے ان کو معاف کر دینا چاہیے اور ان سے در گزر کرنا چاہیے تا کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والوں پر بڑا مہربان ہے۔“

یہودی کا رویہ اور آپ ﷺ کا حلم و برداشت

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالی نے حضرت زید بن سعنۃ کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنۃ نے کہا: میں نے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نبوت کی تمام نشانیاں دیکھ لیں، البتہ دو باتیں رہ گئی تھیں، وہ میں آزما نہیں سکا تھا، ایک تو یہ کہ کیا

OPEN ACCESS
CC BY

ان کی بردباری ان کی لاعلمی پر غالب ہے؟اور شدت جُہل ان کے حلم میں اضافہ کرتی ہے؟ چنانچہ میں اس ٹوہ میں رہنے لگا کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے کا موقع ملا تو ان کا حلم اور جہل آزماؤں گا۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیہاتی آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا،اور کہنے لگا: یارسول اللہ قبیلہ فلاں کے لوگ اسلام لا چکے ہیں اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے تو ان کے رزق میں اضافہ ہو جائے گا لیکن وہ تو بہت زیادہ قحط میں مبتلا ہو گئے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے خدشہ ہے کہ اگر ان کی یہی حالت رہی تو ان لوگوں نے جیسے کھانے کے لالچ میں اسلام قبول کیا تھا اسی طرح کھانے کی لالچ میں اسلام کو چھوڑ بھی دیں گے۔اگرآپ کسی طرح ان کی امداد فرما سکتے ہوں تو برائے مہربانی فرمایئے۔ایک آدمی نے میری جانب دیکھا میرا خیال ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب کچھ تو ختم ہو چکا ہے۔حضرت زید بن سعد فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور عرض کی: اے محمد ﷺ! کیاآپ مجھے فلاں شخص کے باغ کی کھجوریں فلاں تاریخ تک کے ادھار پر دلوا سکتے ہیں؟آپ نے فرمایا: نہیں۔اے یہودی! میں تجھے کھجوریں دلوا سکتا ہوں البتہ تم کسی مخصوص باغ کی شرط مت لگاؤ۔میں نے کہا ٹھیک ہے جی۔آپ نے مجھے کھجوریں دلوادیں میں نے اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے 80 مثقال سونا ان کھجوروں کے زرضمانت کے طور پر ایک مقررہ تاریخ تک کے لیے رکھوا دیا اس آدمی نے وہ کھجوریں دی اور ساتھ ہی ساتھ کہا ان پر انصاف کرنا اور ان کھجوروں کے ساتھ ان کی مدد کرنا۔حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ فرماتے ہیں کھجوروں کی معیاد ختم ہونے میں جب صرف دو تین دن باقی رہ گئے تھے۔تب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔میں نے آپ کے دامن اور چادر کو زور سے پکڑا اور بہت غصیلے انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا اور کہا: آپ میری رقم مجھے واپس نہیں کریں گ؟ خدا کی قسم عبد المطلب کی ساری اولاد ہی ایسی ہے یہ وقت پر کبھی بھی ادائیگی نہیں کرتے ہمیشہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں مجھے پتہ تھا کہ تمہارا لین دین ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہتے ہوئے میں نے حضرت عمرؓ کی جانب دیکھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی جانب گول آسمان کی طرح نظریں گھما رہے تھے۔اس کے بعد انہوں نے میری جانب دیکھا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تم رسول اللہ ﷺ کو وہ باتیں کہہ رہے ہو جو میں نے تمہاری زبان سے ابھی سنی ہے؟اور تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ابھی میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں؟ خدا کی قسم! اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی قوت کی حفاظت کا فکر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار کے ساتھ تیرا سر قلم کر

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

دیتا۔رسول اللہ ﷺ بڑے اطمینان کے ساتھ حضرت عمرؓ کی جانب دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔پھر فرمایا: اے عمرؓ! میں اور وہ شخص دوسرے سلوک کے مستحق تھے۔چاہیے یہ تھا کہ تم مجھے اچھے انداز میں ادائیگی کا کہتے اور اس کو اچھے انداز میں مطالبہ کرنے کا کہتے۔اے عمرؓ! اس کو ساتھ لے جاؤ اور اس کو اس کا حق ادا کرو اور 20 صاع کھجوریں اس کو اضافی بھی دینا۔حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق جب اضافی کھجوریں بھی مجھے دے دیں تو میں نے کہا: اے عمرؓ! یہ اضافی کھجوریں مجھے کیوں دی جا رہی ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں نے جو تمہیں سخت الفاظ بولے ہیں ان کے بدلے تمہیں زیادہ کھجوریں دوں میں نے کہا: اے عمرؓ! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔میں نے کہا میں زید بن سعنۃ ہوں۔انہوں نے پوچھا یہودی عالم؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا: پھر تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ معاملہ کیوں کیا اور وہ باتیں جو تم نے حضور ﷺ کے ساتھ کی ان کی وجہ کیا تھی؟ میں نے کہا: اے عمرؓ! میں نبوت کی تمام نشانیاں حضور ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی دیکھ لی تھی۔البتہ دو نشانیاں رہ گئی تھیں میں وہ نہیں دیکھ پایا تھا ان میں سے ایک یہ کہ اس رسول کا علم اس کے جہل پر غالب رہے گا نمبر دو: شدت جہل کہ حلم میں اضافے کا باعث بنے گی میں تو وہ نشانیاں ازما رہا تھا۔اب جب کہ میں تمام نشانیاں دیکھ چکا ہوں تو اے عمرؓ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالی کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔میں تجھے اس بات پر بھی گواہ بناتا ہوں کہ کیونکہ مجھے اللہ تعالی نے بہت مال سے نوازا ہے اس لیے میرا آدھا مال رسول اللہ ﷺ کی ساری امت کے لیے صدقہ ہے۔حضرت عمرؓ! نے کہا: آپ یہ مال ساری امت پر صدقہ نہ کریں بلکہ بعض امت پر کریں کیونکہ ساری امت تک یہ مال پہنچانا آپ کے بس کی بات نہیں میں نے کہا ٹھیک ہے میرا آدھا مال بعض امت پر صدقہ ہے۔اس کے بعد حضرت زید بن سعنۃ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آکر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔یوں حضرت زید بن سعنۃ ایمان لائے، حضور ﷺ کی تصدیق کی، آپ ﷺ کی بیعت کی، اور آپ کے ہمراہ بہت سارے غزوات میں بھی شرکت کی غزوہ تبوک میں بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے آپ نے جام شہادت نوش کیا۔اللہ تعالی حضرت زید بن ثانہ پر رحم فرمائے۔(35)

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر صبر و تحمل کا درس دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾(36)

بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو پھر تو تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے وہ تمہارا گہرا دوست ہے۔

والصبر علی جهالة الکفار عترك الانتقام وترك الالتفات الیهم۔(37)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس آیت میں ایمان والوں کو غیض و غضب میں صبر اور نادانی و جہالت کے وقت حلم و بردباری اور برائی کے مقابلے میں عفو و درگزر کا حکم دیا ہے جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تمہیں شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ایک صحابی کو وصیت فرمانا:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمائیے جس پر عمر بھر میں کاربند رہوں آپ نے فرمایا غصہ کبھی مت کرنا راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے بار بار یہی سوال دہرایا مجھے وصیت کیجیے آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا غصہ کبھی مت کرنا۔(38)

غصہ شیطانی فعل ہے اور یہ مسلمان کے ایمان و عمل کو غارت کر دیتا ہے جب انسان غصہ کی حالت میں بے قابو ہو جاتا ہے تو اس وقت شرعی احکامات اس کے لیے بے معنی ہو جاتے ہیں اور وہ غصہ کی حالت میں وہ کچھ کر بیٹھتا ہے جس کا پچھتاوا اسے بعد میں عمر بھر رہتا ہے غصہ کی حالت پر قابو پانا صبر و تحمل کا ملکہ پیدا کیے بغیر ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ غصہ نہ کرنے کی وصیت کا مقصود و مراد بھی صبر و تحمل اور ضبط کی عادت ڈالنا ہے۔
حضور بنی کریم ﷺ کی زندگی کے بے شمار واقعات سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی انتقامی جذبات سے کام نہیں لیا۔ قریش نے آپ کو قتل

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

کرنے کی بے شمار کوششیں کیں آپ کو مارنے کی غرض سے زہر بھی دیا گیا، مکہ میں تین سال کے لیے معاشرتی مقاطعہ کر کے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا، گلے میں پھنداڈال کر کھینچا گیا، راستے میں کانٹے بھی بچھائے گیے، یہاں تک کہ آپ کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا مگر کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں غیض وغضب سے بے قابو ہو کر آپ نے کوئی کاروائی کی ہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر و برداشت کا کمال مظاہرہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے انہی دو کریمانہ صفات ہی کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے اور پورے خطے پر اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

ماحاصل:

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے تاریخی انقلاب میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کے اعلی اخلاق کا حصہ ہے وہاں آپ کا صبر و تحمل، بردباری، قوت برداشت اور عفو درگزر نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضور بنی کریم کی پوری زندگی صبر و تحمل اور عفو درگزر سے عبارت ہے۔آج بھی اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں صبر و تحمل سے کام لیا جائے جہاں انسان کی انفرادی زندگی میں یہ وصف اس کی سماجی، اخلاقی اور روحانی زندگی میں سکون واطمینان کا باعث بنتا ہے وہاں معاشرے کی اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے میں بھی ان دو اوصاف عفوودرگزر اور صبر و تحمل کو اختیار کرنے کی اشد ضورورت ہے۔

آج ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ صبر و تحمل کا فقدان ہے انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں صبر و تحمل کی بڑی اہمیت ہے فرد سے لیکر معاشرہ اگر کسی کا موقف، فکر، نظریہ اور خیال آپ کی رائے سے مختلف ہے تو اس کو برداشت کرنا بنیادی تقاضا ہے۔ایک فرد کے مقابلے میں قوم کی اجتماعی زندگی میں صبر و برداشت کی کہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

معاشرے میں فرقہ واریت، مذہبی منافرت، سماجی و معاشری گراوٹ، سیاسی انتشار کا سبب فقط صبر اور تحمل و برداشت کا فقدان ہے۔اگر معاشرے کا ہر فرد عفوودرگزر اور صبر و برداشت کو اپنی زندگی کا شیوہ بنالے تو پورا معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے۔انسان کی انفرادی زندگی میں بھی اور اس کی اجتماری زندگی میں بھی زوال کے جہاں دیگر بہت سے اسباب پوئے جاتے ہیں وہاں اخلاقی قدروں کا فقدان بھی ایک اہم سبب ہے۔

احادیث نبویہ سے یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ دور فتن میں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ اخلاق ہوں گے،اور حیا ہو گی۔عبادات کو آخر میں اٹھایا جائے گا۔

حوالہ جات

(1) موطا امام مالک، (1985)، باب حسن اخلاق، راد احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ج: 1، ص: 904۔

- **Muwatta Imam Malik** (1985), Baab Husn-e-Akhlaq, Dar Ihyaa al-Turaath al-Arabi, Beirut, Lebanon, Jild: 1, Safha: 904.

(2) بیہقی ، ابو بکر احمد بن الحسین، (1414ھ)، السنن الکبریٰ، مکۃ المکرمہ، مکتب دار الباز، ج: 10، ص: 191، رقم: 21301۔

- **Bayhaqi**, Abu Bakr Ahmad bin al-Husayn, (1414H), *Al-Sunan al-Kubra*, Makkah al-Mukarramah, Maktabat Dar al-Baaz, Jild: 10, Safha: 191, Raqm: 21301.

(3) مسلم، امام، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل ابی ذر، القاھرہ، دار الحدیث، 4: 1923، رقم حدیث: 2474۔۔

- **Muslim**, Imam, *Sahih Muslim*, Kitaab Fazaail al-Sahabah, Baab Fazaail Abi Dharr, al-Qahira, Dar al-Hadith, 4:1923, Raqm Hadees: 2474.

(4) شبلی نعمانی، (1991)، سیرۃ النبی، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، 6: 8۔

- **Shibli Nomani**, (1991), *Seerat al-Nabi*, Lahore, Al-Faisal Nashiran wa Tajiran Kutub, 6:8.

(5) المومنون: 23/1-9۔

- **Al-Mu'minun: 23/1-9**

(6) نسائی، السنن، رقم حدیث: 897۔

- **Nasa'i**, *Al-Sunan*, Raqm Hadees: 897.

(7) ابوداؤد، (1994ء)، السنن، دار الفکر، بیروت، ج: 4، ص: 228، رقم حدیث: 4682۔

- **Abu Dawood**, (1994), *Al-Sunan*, Dar al-Fikr, Beirut, Jild: 4, Safha: 228, Raqm Hadees: 4682.

(8) ترمذی، ابوعیسیٰ، السنن، ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق، ج: 4، ص: 362، رقم: 2003۔

- **Tirmidhi**, Abu Isa, *Al-Sunan*, Beirut, Dar Ihyaa al-Turaath al-Arabi, Kitaab al-Birr wa al-Silah, Baab Ma Ja'a fi Husn al-Khuluq, Jild: 4, Safha: 362, Raqm: 2003.

(9) احمد بن حنبل، مسند، بیروت، الرسالہ، ج: 2، ص: 193، رقم حدیث: 6818۔

- **Ahmad bin Hanbal**, *Musnad*, Beirut, Al-Risalah, Jild: 2, Safha: 193, Raqm Hadees: 6818.

(10) الجرجانی، علی بن مُحمَّد، 1405ھ، التعریفات، بیروت، دار الکتب عربی، ص: 135۔

- **Jurjani**, Ali bin Muhammad, (1405H), *Al-Ta'rifaat*, Beirut, Dar al-Kutub al-Arabi, Safha: 135.

(11) غزالی، (س-ن)، احیاءالعلوم الدین، دار ال معرفۃ، بیروت، لبنان، 3: 52۔

- **Ghazali**, (s.n.), *Ihyaa Uloom al-Din*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, 3:52.

(12) بخاری،(1981ء)، الصحیح، کتاب المغازی، فتح مکہ، بیروت، دار القلم، 5: 89۔

- **Bukhari**, (1981), *Al-Sahih*, Kitaab al-Maghaazi, Fath Makkah, Beirut, Dar al-Qalam, 5:89.

(13) بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب قول رسول اللہ یسروا ولا تعسرو، ج: 5، ص: 2269، رقم: 5775۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 15, 2025

- **Bukhari**, *Al-Sahih*, Kitaab al-Adab, Baab Qawl Rasool Allah "Yassiru wa la tu'assiru", Jild: 5, Safha: 2269, Raqm: 5775.

(14) ابن ہشام، (1999)،السیرۃ النبویہ، بیروت، دار الکلم الطیب، 2: 124۔

- **Ibn Hisham**, (1999), *Al-Seerah al-Nabawiyyah*, Beirut, Dar al-Kalim al-Tayyib, 2:124.

(15) 1- سیرت ابن ہشام، 2: 135۔

- *Seerat Ibn Hisham*, 2:135.

2- بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب الھجرۃ، 4: 257۔

- **Bukhari**, *Al-Sahih*, Kitaab Bada' al-Khalq, Baab al-Hijrah, 4:257.

(16) ترمذی، السنن، کتاب التفسیر، تفسیرسورۃ الفتح، 5: 386۔

- **Tirmidhi**, *Al-Sunan*, Kitaab al-Tafsir, Tafsir Surah al-Fath, 5:386.

(17) ابن ہشام، 3: 353۔

- **Ibn Hisham**, 3:353.

(18) سیرت ابن ہشام، 4: 55۔

- *Seerat Ibn Hisham*, 4:55.

(19) موطا، کتاب النکاح، باب نکاح المشرک 1: 545۔

- **Muwatta**, Kitaab al-Nikah, Baab Nikah al-Mushrik, 1:545.

(20) ترمذی، سنن، کتاب الاستئذان، باب ما جاءٔ فی مرحبا 5: 78۔

- **Tirmidhi**, *Sunan*, Kitaab al-Isti'dhan, Baab Ma Ja'a fi Marhaban, 5:78.

(21) بخاری، کتاب الاحکام، 6: 2617، رقم: 6742۔

- **Bukhari**, Kitaab al-Ahkaam, 6:2617, Raqm: 6742.

(22) بخاری، کتاب المغازی، قتل حمزہ، 4: 1494، رقم: 3844۔

- **Bukhari**, Kitaab al-Maghaazi, Qatl Hamzah, 4:1494, Raqm: 3844.

(23) مسلم، صحیح مسلم، 3: 1404، رقم: 1780۔

- **Muslim**, *Sahih Muslim*, 3:1404, Raqm: 1780.

(24) زاہد، حافظ محمد اسحاق، زاد الخطیب، لاہور، مرکزالفلاح الکری، 2010، 2: 256۔

- **Zaahid**, Hafiz Muhammad Ishaaq, *Zaad al-Khateeb*, Lahore, Markaz al-Falaah al-Kubra, 2010, 2:256.

(25) راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن جزء : 3 ص: 439۔

- **Raghib al-Asfahani**, *Al-Mufradaat fi Ghareeb al-Qur'an*, Juz': 3, Safha: 439.

(26) ابن ابی الدنیا، (2006ء)، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، بیروت، المکتبہ العصریہ،4: 28۔

- **Ibn Abi al-Dunya**, (2006), *Mawsu'at al-Imam Ibn Abi al-Dunya*, Beirut, Al-Maktabah al-'Asriyyah, 4:28.

(27) ابن قیم، (2003ء)، عدۃ الصابرین، بیروت، المکتبہ العصریہ، ص:124۔

- **Ibn Qayyim**, (2003), *Uddat al-Saabireen*, Beirut, Al-Maktabah al-'Asriyyah, Safha: 124.

(28) ہندی، (1979ء)،کنزالعمال، بیروت، موسسۃ للرسالۃ، 3: 273، رقم حدیث: 6515۔

- **Hindi**, (1979), *Kanz al-'Ummal*, Beirut, Mu'assasat al-Risalah, 3:273, Raqm Hadees: 6515.

(29) طوسی، محمد بن محمد نصیرالدین، (1982)، اوصاف الاشراف، دارالمرتضی، مشھد، ص: 46۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 15, 2025

- **Tusi**, Muhammad bin Muhammad Nasir al-Deen, (1982), *Awsaf al-Ashraaf*, Dar al-Murtaza, Mashhad, Safha: 46.

(30) ابن قیم، عدۃ الصابرین، 34 ۔

- **Ibn Qayyim**, *Uddat al-Saabireen*, Safha: 34.

(31) ابن قیم، عدۃ الصابرین، ص: 19۔

- **Ibn Qayyim**, *Uddat al-Saabireen*, Safha: 19.

(32) ابن ھشام، السیرۃ النبویہ، 1: 265، 266۔

- **Ibn Hisham**, *Al-Seerah al-Nabawiyyah*, 1:265, 266.

(33) مظھری، (س۔ن)، التفسیر المظھری، کوئٹہ، بلوچستان بک ڈپو، 6: 481۔

- **Mazhari**, (s.n.), *Al-Tafsir al-Mazhari*, Quetta, Balochistan Book Depot, 6:481.

(34) النور، 22/24۔

- **Al-Noor: 24/22**

(35) حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ج: 3، ص: 700–7001، رقم حدیث: 6547۔

- **Haakim**, Muhammad bin Abdullah, *Al-Mustadrak ʻala al-Sahihayn*, Beirut, Lebanon, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Jild: 3, Safha: 700–7001, Raqm Hadees: 6547.

(36) فصلت، 41/ 34۔

- **Fussilat: 41/34**

(37) رازی، فخر الدین، محمد بن عمر، (2003ء)، تفسیرکبیر، القاھرۃ، المکتبہ التوفیقی، 27: 113۔

- **Raazi**, Fakhr al-Deen, Muhammad bin ʻUmar, (2003), *Tafsir al-Kabeer*, al-Qahira, Al-Maktabah al-Tawfiqiyyah, 27:113.

(38) 1۔ مالک، امام، المؤطا، کتاب حسن الخلق، 1: 904، رقم حدیث: 11،

- **Malik**, Imam, *Al-Muwatta*, Kitaab Husn al-Khuluq, 1:904, Raqm Hadees: 11.

2۔ بخاری، الصحیح، دار ابن کثیر، بیروت، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، 5: 2267، رقم: 5765۔

- **Bukhari**, *Al-Sahih*, Dar Ibn Katheer, Beirut, Kitaab al-Adab, Baab al-Hadhar min al-Ghadab, 5:2267, Raqm: 5765.